تجہیز الاموات

یعنی

کفن دفن کا اسلامی طریقہ

حضرت مولانا احمد حسین صاحب مبارک پوریؒ

٧٨٦

تجہیز الاموات

یعنی

کفن دفن کا اسلامی طریقہ

جس میں سنتِ رسولؐ اور سلف صالحین کے طریقے کے

مطابق مسلمان مُردوں کی تجہیز و تکفین، زیارتِ قبور،

اور ایصالِ ثواب کے مسائل بیان کیے گیے ہیں،

اور اہلِ میت کے متعلق اسلامی تعلیمات درج ہیں۔

از

حضرت مولانا احمد حسین صاحب مبارک پوریؒ

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹیڈ

FARID BOOK DEPOT (Pvt.)Ltd.

NEW DELHI -110002

نام کتاب	تجہیز الاموات
مصنف	مولانا احمد حسین صاحب رسول پوری مبارک پوریؒ
تعداد صفحات	۲۱
کمپوزنگ	محمد صادق مبارک پوری
پروف ریڈنگ	مولانا عبدالوانی مبارک پوری صاحب
ناشر	فرید بک ڈپو دہلی
قیمت	

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہار تشکر

الحمد للہ الذی خلق الموت والحیاۃ وصلی علی محمد الذی أرسلہ بشیرا و نذیرا اما بعد!

حضرت مولانا احمد حسین صاحب رسول پوری مبارک پوریؒ کا رسالہ (تجہیزالاموات) پہلی مرتبہ ۸۰ رسال پہلے شائع ہوا تھا، اوردینی افادیت کے پیش نظر مختلف اوقات میں چھ ایڈیشن شائع ہوئے، ادھرعرصہ دراز سے اسکی اشاعت موقوف تھی، مذکورہ رسالہ اپنے موضوع پر مغز ہی مغز ہے، جس میں تکفین و تدفین کے مسائل بیان کیے گیے ہیں۔

ہم اشاعت کے سلسلے میں جناب ناصرخان صاحب مالک فرید بک ڈپو کے شکرگزار ہیں، جن کی توجہ سے ساتویں بار زیورطبع سے آراستہ ہورہا ہے۔

مصنف مرحوم کی اہم کتاب (سبیل الآخرۃ) جوعالم برزخ کے احوال پر انتہائی معتبر شمار کی جاتی ہے، ان شاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو قبولِ عام فرما کر مصنف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء

قاضی سلمان مبارک پوری

حجازی منزل مبارکپور اعظم گڈھ

۱۰رشعبان ۱۴۲۶ مطابق ۱۵رستمبر ۲۰۰۵ء
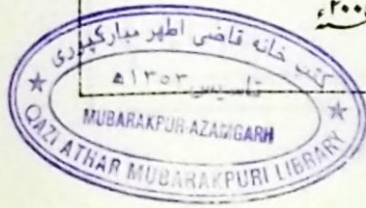
بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند ضروری باتیں

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم.

اسلام مہد سے لحد تک کی زندگی کے لیے قانون حیات اوراصول زندگی ہے، اوراس درمیان کی زندگی کا کوئی گوشہ اسلامی تعلیمات سے خالی نہیں ہے، اس کی اسی جامعیت کی وجہ سے مسلمان کو ہر ہر قدم پر اسلامی طوروطریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ﴾

اے ایمان والو! اسلام میں پورے طور سے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔

پیدائش کی تقریب سے لے کر موت کے آخری لمحہ بلکہ موت کے بعد تک مسلمانوں کے لیے اسلام کی روشن شاہ راہ کتاب وسنت کی شکل میں قیامت تک کھلی رہے گی، اور مسلمان اس پر چلیں گے۔

مگر بدقسمتی سے مسلمانوں میں بہت سی غلط باتیں اسلام کی روشن تعلیمات کے خلاف آگئی ہیں، جن کو چھوڑ کر اسلامی تعلیمات کو اختیار کرنا ضروری ہے، چناں چہ بعض مقامات پر خصوصاً بمبئی میں مردوں کی تجہیز وتکفین کے سلسلہ میں بہت سی بے بنیاد باتیں بلکہ اسلام کے خلاف باتیں پائی جاتی ہیں، جنازے پر ہار پھول رکھنا، جنازے کے آگے آگے کچھ اشعار وعبارات پڑھتے چلنا، قبر پر اذان دینا، قل کی مٹی پڑھنا، دفن کے بعد قبر پر رسمی تلقین

پڑھنا، پھول کی چادر رکھنا، موذن اور ملا سے قبر پر اجرت دے کر قرآن پڑھوانا، تیجا،
چالیسواں کے نام پر کھانا پکانا، نذر و نیاز اور فاتحہ کے نام پر طرح طرح کی بے اصل
رسموں کا برتنا: یہ سب بمبئی اور اس کے اطراف کی مخصوص رسمیں ہیں، جن کا دوسری جگہ
کے مسلمانوں میں بالکل رواج نہیں ہے، شب برأت، اور شب قدر وغیرہ میں
قبرستانوں میں میلہ کرنا، مَردوں، عورتوں کی ناجائز بھیڑ لگانا، اور رات بھر کھانے
پینے کا سلسلہ جاری رکھنا بھی یہاں کی رسموں میں ہے، یہ سب اسلام کی تعلیمات
اور سنتِ رسول وطریق سلف کے خلاف باتیں ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔

مگر افسوس کہ ان فضول اور غیر دینی باتوں کو اسلامی طور وطریقہ کے مقابلہ میں ضروری
سمجھا جاتا ہے، اور اگر کوئی مسلمان اسلامی طریقہ پر اپنے مردے کی تجہیز وتکفین کرے، تو
اسے برا مانا جاتا ہے اور بستی میں مورد طعن وتشنیع بنایا جاتا ہے، یہ بڑی خرابی کی بات ہے،
اسے ترک کر دینا چاہئے، اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر اپنے مردوں کی
آخری رسم ادا کرنی چاہئے۔

سیدھے سادے طریقہ پر ان کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرنا چاہئے۔
قبروں کی زیارت کر کے اور قرآن اور دعائیں پڑھ کر، فقیروں کو اللہ کے نام پر کھانا
کپڑا دے کر، اس کار خیر کا ثواب اپنے مردوں کو بخشنا چاہئے، جس میں اللہ کے نام پر نیکی
کر کے اپنے مردوں کے ثواب پہونچانے کی نیت کافی ہے۔

تجہیز وتکفین کے اسلامی طریقہ کے سلسلہ میں میرے نانا حضرت مولانا حکیم احمد حسین
صاحب رسول پوری مبارک پوری متوفی ۲۶ر رجب ۱۳۵۹ھ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مختصر رسالہ نہایت

معتبر اور جامع ہے، اور اس میں حدیث وفقہ کی مستند ومعتبر کتابوں کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے۔

اگر ہمارے سامنے یہی رسالہ ہو، اور ہم اسی کے مطابق اپنے مردوں کی تجہیز وتکفین
کریں، تو تمام بدعات وخرافات سے بچ کر اسلامی طریقہ پر یہ کام کر سکتے ہیں، اسی لیے
یہ رسالہ جو حضرت مولانا مرحوم کی مشہور کتاب ''سبیل الآخرۃ'' کے آخر میں بطور تتمہ کے
درج تھا، الگ شائع کیا جا رہا ہے، اس میں مغز ہی مغز ہے، چھلکے کا نام تک نہیں ہے، اور
حق یہ ہے کہ اپنے موضوع پر نہایت جامع، نہایت مستند اور نہایت عمدہ رسالہ ہے۔

حضرت مولانا حکیم احمد حسین بن شیخ باب اللہ ۱۲۸۰ھ میں رسول پور متعلقہ مبارک پور
میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد چشمۂ رحمت غازی پور میں اپنے برادر بزرگ
مولانا عبد العلیم صاحب مبارک پوریؒ اور مولانا فاروق چریا کوٹیؒ سے پڑھ کر مدرسہ حنفیہ
جون پور میں استاذ المتاخرین مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب رام پوریؒ سے پڑھا، پھر
مدرسہ جامع العلوم کان پور میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے تعلیم حاصل کی،
اور مدرسہ عالیہ رام پور میں مولانا عبد الحق خیر آبادیؒ، مولانا محمد طیب عرب مکیؒ، مولانا ظہور
حسین صاحب فاروقیؒ، مولانا حافظ وزیر احمد محدث رام پوریؒ، اور مولانا حکیم محمد حسین
خان صاحب کشمیریؒ سے باقی کتابیں پڑھ کر ۱۳۲۰ھ میں فاتحہ الفراغ پڑھی، چند سال
بنارس اور غازی پور میں رہ کر ۱۳۲۶ھ سے ۱۳۵۷ھ تک ڈھاکہ کے مختلف مدارس میں
صدر مدرسی اور اہتمام کے فرائض انجام دیے، بنگال میں ہزاروں علماء آپ کی درس
گاہ سے نکلے، آپ سلف صالحین کی چلتی پھرتی تصویر تھے، جامعیت اور صالحیت میں
مشہور تھے، نیک اور سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے، آپ کا گھر پچاس سال سے زائد

تک اطراف کا مدرسہ رہا، جس سے وہاں کے ہر مرد وعورت نے ضروریات دین کی تعلیم حاصل کی، یتیموں کی پرورش آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔

بعارضہ اسہال ۲۶/رجب ۱۳۵۹ھ صبح ۷/بجے دن میں وصال فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان رسول پور میں دفن کیے گیے، اس طرح آپ نے تقریباً اسی سال تک دنیا میں رہ کر شب معراج میں آخرت کی پہلی رات قبر میں گزاری۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قاضی اطہر مبارک پوری

جمعہ ۸/ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه سيدنا محمد و آله وأصحابه أجميعن.

امابعد! عرض کرتا ہے خادم علمائے کرام احمد حسین اعظمی غفر اللہ ذنوبہ کہ جب میں تالیف ''سبیل الآخرۃ'' سے فارغ ہوا اور اراکین مدرسہ انجمن اسلامیہ گورکھپور نے اس کو دیکھا اور پڑھا تو فرمائش کی کہ اگر ایک رسالہ تجہیز وتکفین کے مسائل میں مرتب کیا جائے تو اس اطراف کے مسلمان جو ان مسائل سے بے خبر ہیں، ان کو واقفیت ہو جائے، اس لیے میں نے ان بزرگوران باصفا کی تعمیل حکم سعادت اخروی سمجھ کر تجہیز و تکفین کے ضروری مسائل جو روزمرہ کے کارآمد ہیں، فتاویٰ سے نکال کر چند فصلوں میں جمع کیا، اور اس کا نام ''تجہیز الاموات'' رکھا، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع بخشے اور نیک عمل کی توفیق دے۔

پہلی فصل جان کنی کے بیان میں

جب کسی پر موت کے آثار ظاہر ہوں یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک کج ہو جائے، اور کنپٹیوں میں گڑھے پڑ جائیں اور چہرہ کا چمڑا کھنچ جائے تو چاہئے کہ اس کو قبلہ رخ داہنی کروٹ لٹائیں اور مستحب ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اس کو پڑھنے کے لیے اصرار نہ کرے، اس واسطے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا

ہے، اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے، اس کے بعد اگر وہ کوئی بات کرے تو پھر اسی طرح ایک بار تلقین کردے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰس پڑھے اور اچھے آدمی متقی و پرہیزگار وہاں پر آئیں، جب مرجائے تو کپڑے کی پٹی سے اس کی داڑھی سر کے ساتھ باندھیں، اور نرمی سے آنکھیں بند کریں، اور باندھتے وقت کہیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهٗ وَ سَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْراً مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ. اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے کریں، اور مستحب ہے کہ اس کے کپڑے اتار کر ایک چادر اڑھائیں، اور چارپائی یا چوکی پر رکھیں، زمین پر نہ چھوڑیں پھر اس کے دوست، آشنا اور محلہ والوں کو خبر کریں، تاکہ اس کی نماز میں شریک ہوں، اور اس کے لیے دعا کریں، اور مستحب ہے اس کے ذمہ جو کچھ قرض ہو اس کو ادا کریں، اور دفن میں جلدی کریں، غسل دینے سے پہلے اس کے پاس قرآن پڑھنا منع ہے۔

دوسری فصل غسل دینے کے بیان میں

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، جب غسل دینے کا ارادہ کریں تو غسل کی چوکی کو خوشبو کی دھونی دیں یعنی ایک بار یا تین یا پانچ بار اس کے چاروں طرف دھونی پھیریں اور اس پر مردہ کو لٹائیں اور بہتر ہے کہ چاروں طرف سے پردہ کرلیں، پھر کپڑے اتاریں اور ناف سے زانوں تک چھپائیں اور ایک کپڑا ہاتھ میں لپیٹیں، اور اور آگے پیچھے سے اس کا ستر پانی ڈال کر پاک کریں اور وضو کرائیں، لیکن میت اگر بچہ ہو تو وضو کی حاجت

نہیں، اس وضو کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے منہ دھوئیں، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھو کر مسح کریں، پھر دونوں پاؤں دھوئیں اور داہنے عضو کو پہلے، اور منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالیں، بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کپڑا تر کر کے اس کے منہ میں پھیریں، اور دانت مل کر صاف کریں اور لب کی میل چھڑائیں اور ناک کو تر کپڑے سے اندر سے صاف کریں، اور غسل کا پانی گرم کرلیں اور اگر ہو سکے تو بیر کی پتی ملا کر پکائیں اور چھان لیں، اگر سر میں بڑے بڑے بال ہوں تو خطمی پانی میں خوب مل کر چھان لیں، اس پانی سے سر اور داڑھی دھوئیں یا صابن سے دھوئیں، پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر داہنی طرف سے پاؤں تک غسل دیں پھر داہنی کروٹ لٹا کر غسل دیں تاکہ ہر جگہ پانی پہونچ جائے پھر پیٹھ کی طرف سہارا دے کر بیٹھائیں اور شکم کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں، اور اگر کچھ نجاست نکلے تو صاف کریں اور غسل یا وضو نہ دہرائیں اور سر اور داڑھی میں کنگھی نہ کریں، نہ ناخن تراشیں، نہ لب اور بغل کے بال دور کریں۔

فائدہ: جو شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا، اس کو بھی غسل دینا واجب ہے، اگر اس قدر پھول گیا ہے کہ غسل نہیں دے سکتے تو بھی اس پر پانی بہانا واجب ہے، اور جو لڑکا پیدا ہو کر مر گیا، اس کا بھی غسل واجب ہے چاہیے کہ اس کا نام رکھیں، اور غسل دے کر نماز پڑھیں، اور جو مردہ پیدا ہوا یا کچا پیدا ہوا یعنی اس کے اعضاء درست نہیں ہوئے، اس کو بھی غسل دیں اور کپڑے میں لپیٹ کر دفن کریں اس پر نماز جنازہ نہیں ہے، جس میت کے مومن یا کافر ہونے کا حال معلوم نہ ہو، پس اگر اسلام کی علامت اس میں پائی جائے یا دار الاسلام میں ہو تو اس کا حکم مسلمان کا ہے اور جو شخص سمندر کے سفر میں مرے تو غسل و کفن

ونماز جنازہ کے بعد اس کو وزنی چیز سے باندھ کر سمندر میں ڈال دیں، بہتر یہ ہے کہ غسل دینے والا بھی باوضو ہو اور اگر جنابت والا یا حیض ونفاس والی عورت یا کافر غسل دے تو کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور مستحب ہے کہ میت کی قرابت والا غسل دے اور اگر اس کو غسل دینے کا طریقہ معلوم نہ ہو تو پرہیزگار آدمی غسل دے اور غسل دینے والے کو چاہیے کہ اچھی طرح غسل دے تاکہ تمام بدن میں پانی پہونچ جائے، اور اگر میت کی خوبی دیکھے تو اس کو بیان کرے اور اگر برائی دیکھے مثلاً بدبو یا اس کی صورت کی بے رونقی یا کسی عضو میں برائی تو اس کو ظاہر نہ کرے۔ مردوں کو مرد غسل دے اور عورتوں کو عورت اور چھوٹے لڑکے لڑکی کے غسل میں اختیار ہے، چاہے مرد دے چاہے عورت. اور ضرورت کے وقت عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، لیکن شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، اگر عورت مرگئی اور غسل دینے والی عورت نہیں ہے، تو اگر مرد محرم موجود ہے تو اپنے ہاتھ سے تیمّم کرائے اور اگر شوہر ہے تو اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے اور اگر اجنبی ہے تو بھی کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے اور ہاتھ پر تیمّم کراتے وقت نگاہ نیچے رکھے، بڈھی اور جوان عورت کا ایک حکم ہے اور اگر مرد مرجائے اور غسل دینے والا مرد نہیں ہے، تو عورت ذی رحم محرم تیمّم کرائے، اگر یہ نہ ہو تو اجنبی عورت ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے اگر لڑکا مرگیا اور باپ کافر ہے تو اس سے غسل دلانا مناسب نہیں، بہتر ہے کہ مسلمان غسل دے، اگر کوئی شخص سفر میں مرگیا، اور پانی نہیں ملتا تو تیمّم کرا کے جنازہ کی نماز پڑھے، پھر اگر پانی مل جائے، تو غسل دے کر دوبارہ نماز پڑھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیسری فصل کفن دینے کے بیان میں

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، مرد کے لیے مسنون کفن تین کپڑے ہیں: ازار، کرتا، لفافہ، اور صرف ازار، لفافہ بھی کافی ہے، اور مجبوری کے وقت جو مل جائے اسی کو کفن دے، ازار اور لفافہ سر سے قدم تک اور کرتا بغیر آستین اور کلی کا گردن سے قدم تک ہو، اور متاخرین فقہاءؒ نے میت عالم کے واسطے عمامہ باندھنا بھی بہتر لکھا ہے، مگر شملہ منہ کی طرف رکھے، اور عورت کے واسطے مسنون پانچ کپڑے ہیں: کرتا، ازار، اوڑھنی، لفافہ، سینہ بند۔ اور صرف ازار، لفافہ، اوڑھنی بھی کافی ہے، کرتا مونڈھوں سے ٹخنوں تک اور سینہ بند سینہ سے گھٹنوں تک یا ناف تک اور اوڑھنی دو ہاتھ لمبی دو بالشت چوڑی اور ازار اور لفافہ سر سے پاؤں تک ہونا چاہیے، ناچاری کے وقت عورت کو دو کپڑے اور مرد کو ایک کپڑا بھی جائز ہے، اور بغیر ناچاری کے مکروہ ہے۔

اور جو لڑکے، لڑکیاں جوان ہونے کے قریب ہوں ان کا حکم مرد اور عورت کا ہے، اور جو لڑکا چھوٹا ہو اس کے لیے ادنیٰ درجہ ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کے واسطے ادنی درجہ دو کپڑے ہیں، مردوں کے خالص ریشمی کپڑے اور کسم اور زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے کا کفن دینا مکروہ ہے، اور عورت کے لیے جائز ہے، سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا پرانا یکساں ہے، جو میت مال دار ہو اور اس کے ورثہ کم ہوں اس کو مسنون دینا افضل ہے، اور جس کے مال کم اور ورثہ زیادہ ہوں، ان کو کفن کفایت افضل ہے۔

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کفن کو پہلے ایک بار یا تین بار یا پانچ بار خوشبو کی دھونی

دیں، پھر مرد کے لیے پہلے لفافہ بچھائیں، اس کے اوپر ازار پھر میت کو اس پر لٹا کر کرتا
پہنائیں، اور سر اور داڑھی اور بدن میں خوشبو لگائیں، مگر مرد کے واسطے زعفران کی خوشبو
نہ لگائیں اور میت کی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانوں اور دونوں قدم
پر کافور لگائیں، اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں، اسی
طرح لفافہ بھی لپیٹیں اور گرہ دیں، اور عورت کے لیے پہلے سینہ بند پھر لفافہ بچھائیں، اس پر
ازار، پھر میت کو اس پر رکھ کر کرتا پہنائیں اور بال کے دو حصے کر کے دونوں طرف سے کرتا
کے اوپر کر دیں، اور اوڑھنی اس کے سر پر اوڑھا کر دونوں کنارے سے دونوں طرف
کے بال چھپائیں اور اس کے اوپر ازار پھر لفافہ پھر سینہ بند، سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال
کر گھٹنوں کے نیچے تک لپیٹیں، کفن پہنانے اور خوشبو لگانے میں حج کے احرام والے اور
بے احرام والے برابر ہیں۔

جس کے پاس مال نہ ہو، اس کا کفن اس شخص کے ذمہ ہے جس پر اس کا نان ونفقہ
واجب ہے اور عورت کا کفن شوہر کے ذمہ ہے اور اگر شوہر غریب ہے تو بھی اس کا کفن
عورت پر واجب نہیں، بلکہ محلّہ والوں پر واجب ہے۔

اگر کوئی مسافر یا غریب مر گیا اور لوگوں سے چندہ کر کے اس کا کفن خریدا، اور کچھ
روپیہ بچ گیا، پس اگر معلوم ہو کہ یہ فلاں کا روپیہ ہے، تو اس کو دے دینا چاہیے
ورنہ دوسرے غریب کے کفن میں لگائیں، اگر اس کا موقع بھی نہ ہو تو صدقہ کر دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چوتھی فصل جنازہ لے جانے کے بیان میں

جنازہ لے جانے کے واسطے مسنون طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی چاروں پایہ پکڑ کر لے
چلیں، اس طرح سے کہ دس دس قدم پر مونڈھے بدلیں اور چاروں پائے پر اسی طرح
کریں، اس سے بھی افضل طریقہ یہ ہے کہ سرہانے کا پایہ پہلے اپنے داہنے مونڈھے پر
رکھے، دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ، پھر دس قدم کے بعد سرہانے کا دوسرا پایہ
اپنے بائیں مونڈھے پر رکھے، پھر دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ مونڈھے پر
رکھے، اسی طرح ہر شخص ردوبدل کرتا جائے۔

اور جو بچہ شیر خوار ہو یا اس سے کچھ بڑا ہو، اس کی لاش ہاتھ پر لے جانا جائز ہے اور
جنازہ لے کر تیزی سے چلنا چاہیے، لیکن نہ اس قدر کہ جنازہ ہلنے لگے، اور جنازہ کا سر
آگے رہنا چاہیے، جنازہ کے ساتھ چلنے والے دائیں، بائیں نہ چلیں، بلکہ پیچھے پیچھے
اطمینان سے چلیں، آگے چلنا بھی جائز ہے، لیکن اگر جنازہ دور نکل گیا ہو تو تیزی سے چل
سکتے ہیں، اور دوڑ بھی سکتے ہیں، پیدل چلنا افضل ہے، سواری سے جانا بھی جائز ہے، مگر
اس کو جنازہ کے آگے جانا مکروہ ہے۔

اگر جنازہ اپنے ہمسایہ کا ہے یا قرابت دار کا یا کسی نیک آدمی کا تو اس کے ساتھ جانا
نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے، جنازہ کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں، بات چیت
کرنا یا دعا یا تلاوت قرآن بلند آواز سے کرتے ہوئے جانا مکروہ ہے، جب قبرستان میں
پہونچیں، تو جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے، اور افضل یہ ہے کہ جب تک مٹی دے

کر قبر برابر نہ ہو تب تک نہ بیٹھیں، میت کے مکان پر جنازہ کے ساتھ نوحہ کرنا، آواز سے رونا، مصیبت کا بیان کرنا، کپڑے پھاڑنا حرام ہے، یہ رسم جاہلیت کی ہے، اس سے بچنا چاہیے، چپکے رونے میں گناہ نہیں، اور صبر کرنا ہر حال میں افضل ہے، اور عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہ جانا چاہیے، اگر کوئی عورت رونے والی ساتھ ہو جائے، تو اس کو منع کریں۔ بہتر یہ ہے کہ اپنے آدمی جنازہ لے چلیں، اجرت دے کر بھی لے جانا جائز ہے۔

پانچویں فصل نماز جنازہ کے بیان میں

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر ایک آدمی پڑھ دے، تو بھی فرض ادا ہو جائے گا، ورنہ سب کے سب گنہ گار ہوں گے، نماز جنازہ کے واسطے شرط ہے کہ میت کو غسل دیا گیا ہو، اگر کسی کو بغیر غسل کے یا بغیر نماز جنازہ کے دفن کیا یا نماز جنازہ پڑھ کر غسل دیا اور دفن کر دیا، یا بغیر غسل کے نماز جنازہ پڑھی، اور دفن کیا تو تین دن کے اندر قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

اور جو شخص مسلمان بادشاہ کے حکم سے پھر گیا، یا ٹھگیتی کرنے لگا، یا ماں یا باپ کو قتل کیا ان سب پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی، اور جس نے دشمن پر تلوار چلائی اور دھوکے سے اپنی گردن پر پڑی، اور قتل ہو گیا، یا کسی نے خودکشی کر لی، یا قصاص میں یا سنگسار کر کے مارا گیا، ان سب پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

نماز جنازہ کا مستحق شہر کا امام ہے، اس کے بعد محلّہ کا امام، پھر میت کا قرابت دار اور عورتوں اور نابالغوں کو امامت کا حق نہیں ہے، اگر میت نے وصیت کی کہ فلاں شخص میری

نماز جنازہ پڑھائے، تو یہ وصیت باطل ہے، اگر میت کا کوئی رشتہ دار ولی نہیں ہے تو اگر میت عورت ہے تو اس کا شوہر ولی ہوگا، ورنہ اہل محلہ جو اس کے ہم سایہ ہیں۔ جس پر ایک بار نماز ہو چکی، اس کا فرض ادا ہو گیا، اب دوبارہ اس پر نماز نہیں ہے۔ اگر مغرب کے وقت جنازہ آیا تو فرض ادا کر کے نماز جنازہ پڑھے، اس کے بعد سنت پڑھے، جو شرطیں پنج وقتہ نماز کی ہیں، وہی نماز جنازہ کی ہیں، اور جن چیزوں سے وقتی نماز فاسد ہوتی ہے، اس سے نماز جنازہ بھی فاسد ہوتی ہے۔

نیت نماز جنازہ کی یہ ہے کہ میں اللہ کے واسطے اس فرض کو ادا کرتا ہوں، کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر، اور مقتدی یہ بھی نیت کریں کہ میں اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں، اگر صرف یہ نیت کرے کہ میں نے اس امام کی اقتداء کی تو بھی صحیح ہے، نماز جنازہ کے درست ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ میت سامنے رکھی ہو، اور افضل یہ ہے کہ مقتدیوں کی تین صف کرے، مثلاً اگر سات آدمی موجود ہوں، تو ایک امام اور تین آدمی کی پہلی صف اور دو کی دوسری صف اور ایک کی تیسری صف کی جائے، اور امام میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو، نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں، اگر ایک تکبیر بھی چھوٹ جائے، تو دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

ترکیب اس کی یہ ہے کہ پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور سُبحانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبارَكَ اسْمُكَ وَ تَعالٰى جَدُّكَ وَ جَلَّ ثَناؤُكَ وَلَا إلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر جو درود یاد ہو پڑھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اگر جنازہ بالغ کا ہے، تو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ

كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ پڑھے اور جس کو یہ دعا یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو پڑھے، پھر اللہ اکبر کہے اور اگر میت لڑکا ہے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو، اس طرح پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً. جس کو یہ دعا یاد نہ ہو، تو جو دعا یاد ہو پڑھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر دونوں طرف سلام پھیرے، صرف امام بلند آواز سے تکبیر کہے، اور مقتدی آہستہ کہیں، اور جو شخص درمیان نماز کے آئے تو کھڑا رہے، جب امام تکبیر کہے، تو شریک ہو جائے، اور جب امام سلام پھیرے، تو باقی تکبیریں پوری کر کے سلام پھیرے۔

اگر بہت سے جنازے جمع ہو گیے، تو اختیار ہے، چاہے ہر ایک کی نماز الگ الگ پڑھے، چاہے سب کو سامنے رکھ کر ایک نماز سب کی نیت سے پڑھے، نماز جنازہ میدان میں، عیدگاہ میں، گھر میں جائز ہے، البتہ جس مسجد میں جماعت ہوتی ہے اس میں مکروہ ہے، لیکن بارش وغیرہ کے وقت حرج نہیں۔

چھٹی فصل قبر اور دفن کے بیان میں

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے، اور قبر دو قسم کی ہوتی ہے، ایک لحد یعنی بغلی اور دوسری صندوقی۔ لحد وہ ہے کہ قبر تیار ہونے کے بعد لمبائی میں پچھم کی طرف ایک گڈھا نہر کے مثل کھود کر اس میں میت کو رکھیں، اور یہ طریقہ سنت رسول اللہ کے موافق ہے، اور جہاں

زمین نرم ہو وہاں صندوقی کھودنا جائز ہے، اور صندوقی وہ ہے کہ قبر تیار کرنے کے بعد لمبائی میں ایک گڈھا نہر کے مثل بیچ قبر کے کھودیں، اور اس میں مردہ کو رکھیں، اس کے اوپر تختہ رکھ کر بند کر دیں، اور مٹی ڈالیں، قبر کی گہرائی آدمی کے سینہ تک ہو اور قد کے برابر ہو تو افضل ہے، اور چوڑائی بقدر آدھے قد کے ہونی چاہیے، میت کو قبر میں اتارنے والے مضبوط، نیک بخت اور پرہیزگار ہوں، پہلے میت کو قبر کے کنارے پچھم طرف رکھ کر قبر میں اتاریں اور لحد میں رکھتے وقت کہیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، میت اگر عورت ہو، تو قبر میں اتارنے کے لیے قرابت دار محرم ہوں، تو افضل ہے، اور عورت کو اتارتے وقت قبر پر پردہ کریں، پھر میت کو داہنی کروٹ قبلہ رخ لٹائیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں، اور کچی اینٹ یا بانس وغیرہ سے لحد بند کریں، اور مٹی گرائیں اور دوسری مٹی اس پر نہ ملائیں، بہتر ہے کہ سرہانے سے مٹی گرائیں اور ہر شخص کو تین بار مٹی دینا چاہیے، پہلی بار مٹی ڈالتے وقت کہے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پھر قبر کو دستور کے موافق بنائیں، اور پانی چھڑکیں، قبر کو چبوترے کی شکل پر بنانا، قبر پر گچ کرنا منع ہے، اور قبر پر مسجد یا مکان بنانا یا اس پر بیٹھنا یا سونا یا چلنا یا پیشاب یا پاخانہ کرنا یا پتھر وغیرہ لگا کر اس پر لکھنا مکروہ ہے، اور مستحب ہے کہ بعد دفن کے قبر کے پاس دو گھنٹہ تک بیٹھیں اور قرآن شریف پڑھیں اور دعا کریں، اس سے میت کی مغفرت ہوتی ہے، اور ثواب ملتا ہے، اور عذاب میں کمی ہوتی ہے، اس کے بعد قبر کی زیارت کرتے رہیں، اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر اس کا ثواب میت کی روح کو بخشیں، جو شخص سفر میں مرے اس کو وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا افضل ہے

اور قبرستان کی گھاس کاٹنا اور اس کے درختوں کی تازہ شاخ کاٹنا مکروہ ہے۔

ساتویں فصل زیارت قبر کے بیان میں

قبر کی زیارت ہر ہفتہ میں کرنا مستحب ہے، اور جمعہ، شنبہ، دوشنبہ اور پنجشنبہ کا دن افضل ہے، اور شب برأت میں اور ذی الحجہ کے شروع کے دس دنوں میں اور عیدین میں اور عشرہ محرم میں بھی قبروں کی زیارت کرنی افضل ہے، محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ پنجشنبہ و جمعہ کے دن زیارت کرنے والوں کو مردہ پہچانتا ہے، رسول اللہ ﷺ ہر سال شہدائے احد کی زیارت کو مدینہ منورہ سے جاتے تھے، اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی جاتے تھے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ اگر زیارت کرنے والے قبر کے پاس بدعات اور برے کام کرتے ہوں، یا مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی ہجوم ہوتا ہو تو اس وجہ سے زیارت کو ترک کرنا بڑی غلطی ہے، چاہئے کہ قبر کی زیارت کرتے رہیں، اور برائیوں کو روکنے اور بند کرنے کی کوشش کریں، اگر بڈھی عورت موت کو یاد کرنے اور ثواب پہونچانے کی نیت سے قبر کی زیارت کو جائے تو جائز ہے، جب زیارت قبر کا ارادہ کرے، تو مستحب ہے کہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ھو اللہ تین بار پڑھے اور اس کا ثواب میت کو بخشے، تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو منور کرتا ہے اور اس کو بھی بڑا ثواب ملتا ہے، اس کے بعد سیدھے قبرستان چلا جائے، اور جوتا اتار دے اور قبر کے سامنے قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو اور کہے: اَلسَّلَا مُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ. پھر جو کچھ

ہو سکے پڑھ کر ثواب پہونچائیں، اگر ہو سکے تو سورۂ الحمد اور الم مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول سے آخر سورہ تک اور سورہ یٰس، تبارک الذی اور الھکم التکاثر اور قل ھو اللہ گیارہ بار یا سات بار پڑھے اور کہے یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہونچادے، ابو بکر بن سعید فرماتے ہیں کہ مستحب ہے کہ قل ھو اللہ دس بار یا سات پڑھ کر ثواب پہونچائے، اگر میت گنہ گار ہے، تو اس کی مغفرت ہوگی، اگر نیک ہے، تو پڑھنے والے کی مغفرت ہوگی، علماء نے فرمایا ہے کہ جو نوافل ادا کرے، چاہئے کہ اس کا ثواب کل مومنین و مومنات کو بخشے، ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملتا ہے، اور کسی کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی، یہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ ہر سال آپ کے واسطے عمرہ کرتے تھے، اور ابن توفیق نے آپ کے واسطے ستر حج کیے، اور ابن سراج نے دس ہزار سے زیادہ آپ کے واسطے ختم قرآن کیا۔

فائدہ: جس کے گھر غمی ہو، اس کے یہاں تین دن غم خواری کے لیے جانا مستحب ہے، اور محلوں والوں اور قرابت داروں اور دوست آشنا کو غم خواری کے واسطے جانا باعثِ ثواب ہے، اس کے گھر کے سب چھوٹے بڑے کو صبر کے کلمات کہے، اور تسلی دے، تسلی دینے میں اس طرح کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری میت کی مغفرت کرے، اس کی گناہیں معاف فرمائے، اور اس پر اپنی رحمت نازل کرے، اور تم لوگوں کو صبر کی توفیق دے، غم خواری کے واسطے چاہیے کہ میت والے اپنے گھر، یا مسجد میں بیٹھنے کا انتظام کریں، ایک دن یا دو دن یا تین دن تک اس کے یہاں جائیں، اور صبر و تسلی کی تلقین کریں۔

فائدہ: بلند آواز سے رونا، کپڑے پھاڑنا، اپنے منہ یا سینہ پر مارنا، سر پر خاک ڈالنا، اور مردوں کو سیاہ لباس پہننا، یہ سب جاہلیت کی رسمیں ہیں، اس سے پرہیز کرنا چاہئے، اور دل سے رونے اور آنسو بہانے میں مضائقہ نہیں۔

فائدہ: ہم سایہ اور قرابت والوں کو میت کے گھر والوں کے واسطے دو، ایک وقت کھانا پکوا کر بھیجنا جائز ہے، اور جو یہ دستور ہے کہ تیسرے یا چوتھے دن یا اس کے بعد میت کے گھر والے کھانا پکاتے ہیں، اور محلہ کی اور قرابت داروں کی دعوت کرتے ہیں، یہ جائز نہیں، ایسے دستور کو چھوڑ دینا چاہیے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب چاہے کھانا پکوا کر غریبوں، اور محتاجوں کو کھلائے اور اس کا ثواب میت کو بخش دے۔ اللہ تعالی نیک عمل کی توفیق دے۔ الحمد للہ علی احسانہ. کہ یہ کتاب ماہ شوال ۱۳۴۶ھ میں تیار ہوئی۔

خاتمہ بالخیر

بعد حمد وصلاۃ کے جاننا چاہیے کہ ہر مسلمان کو خاتمہ بالخیر اور دنیا سے ایمان پر جانے کی دعا کرنی چاہیے، اور ایسے کام کرنے چاہیئں جو خاتمہ بالخیر کا موجب ہوں، مسلمان مردے کی تجہیز و تکفین بھی سنت اور سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا، اس کے خاتمہ بالخیر کا تتمہ ہے، اور مسلمان کا اسلامی طریقہ پر دنیا سے رخصت ہونا، اس کے ایمان پر مرنے کی علامت ہے، اس لیے اس آخری رسم میں دین کا بڑا خیال رکھنا چاہئے، اور کوئی کام غیر دینی نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت والد مرحوم کا یہ رسالہ اس باب میں بہترین ہدایت نامہ ہے، اس کے مطابق مسلمان کا کفن، دفن کرنا، خاتمہ بالخیر کی علامت ہے۔ اللہ تعالی ہر مسلمان کو توفیق دے کہ اس کی زندگی اسلام پر گذرے، اور خاتمہ بھی اسلام پر ہو، اور اسلامی طریقہ پر وہ دنیا سے جائے۔ آمین۔

ابوالاوفی محمد یحییٰ الاعظمیؒ

مدرس دوم جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆